جناب ملک عبدالرشید عراقی

(گزشتہ سے پیوستہ)

خلفائے راشدینؓ کی ترتیبِ خلافت

(۲)

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار ان صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے جو قبل از اسلام لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ شاعری کا بھی خاصا ذوق تھا، اور شعرائے عرب کے کلام پر تنقیدی نگاہ رکھتے تھے۔ علم الانساب میں یدِ طولیٰ حاصل تھا، فطرتاً ذہین و فطین اور صائب الرائے تھے۔ اصابتِ رائے کی اس سے بڑھ کر دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ آپؓ کی بہت سی آراء اور مشوروں کو رہتی دنیا تک کے لیے احکامِ دین کا درجہ حاصل ہوا —— چنانچہ اذان کا طریقہ آپؓ کی رائے کے موافق ہوا۔ اسیرانِ بدر کے متعلق جو رائے آپؓ نے دی، وحی الٰہی نے اس کی تائید کی —— شراب کی حرمت، ازواجِ مطہرات (امہات المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیھن) کے پردہ اور مقامِ ابراہیم (علیہ السلام) کو مصلّیٰ بنانے کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ نے نزولِ وحی سے قبل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رائے دی تھی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۲)

قرآنِ مجید سے خاص شغف تھا۔ تلاوت بڑے ذوق و شوق سے فرماتے اور ہر آیت پر مجتہدانہ نگاہ ڈالتے تھے۔ قرآنِ کریم سے استدلال میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ عراق و شام کی فتح کے بعد یہ سوال زیرِ بحث آیا کہ ممالکِ مفتوحہ مجاہدین کی ملکیت، اور وہاں کے باشندے ان کے غلام ہیں۔ یا ان کی حیثیت وقفِ عام کی ہوگی؟ حضرت عمر فاروقؓ کا خیال یہ تھا کہ مقاماتِ مفتوحہ کسی ایک شخص یا بہت سے مخصوص اشخاص کی ملکیت نہیں ہیں، بلکہ وقفِ عام ہیں —— آپؓ کا استدلال درج ذیل آیتِ قرآنی سے تھا:

"مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۔ الاٰیۃ!" (الحشر: ۷)

"جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو بستیوں والوں سے دلوایا ہے، وہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپؐ کے قرابت داروں، یتیموں، حاجت مندوں اور مسافروں کے لیے ہے!"

بالآخر سب نے اس کی تائید کی، اور اسی پر فیصلہ ہوا۔

حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آپؓ کو خاص شغف تھا۔ آپ کی مرویات کی تعداد ۷۰ ہے۔ آپؓ حدیث روایت کرنے میں بہت محتاط تھے۔ علامہ شمس الدین ذھبیؒ (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت عمرؓ اس ڈر سے کہ صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں غلطی نہ کریں، ان کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایت کریں۔" (تذکرۃ الحفاظ ج، تذکرہ حضرت عمرؓ)۔

فقہ سے بھی خاص درک تھا۔ مولانا حاجی معین الدین احمد ندوی (م ۱۳۵۹ھ) لکھتے ہیں:

"فقہ کا سلسلہ بھی درحقیقت حضرت عمرؓ ہی کا ساختہ و پرداختہ ہے۔ آپؓ سے اس قدر فقہی مسائل منقول ہیں کہ اگر جمع کیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ استنباطِ احکام اور تفریعِ مسائل کے لیے انھوں نے ایک شاہراہ قائم کردی تھی۔ مختلف فیہ مسائل طے کرنے کے لیے اجماعِ صحابہؓ جس کثرت سے حضرت عمرؓ کے عہد میں ہوا، پھر نہیں ہوا۔"
(خلفائے راشدینؓ، ص ۱۵۹، طبع اعظم گڑھ)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"بعثت لاتمم مکارم الاخلاق"

"میں مکارمِ اخلاق کو پورا کرنے کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو براہِ راست اس چشمہ اخلاق سے سیراب ہونے کا موقع ملا تھا۔ اس لیے اس مقدس جماعت کا ہر فرد اسلامی اخلاق کا مجسّم نمونہ تھا۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ کو بارگاہِ نبوت سے جو تقرب حاصل تھا، اس لحاظ سے ان کو زیادہ حصہ ملا۔ آپؓ محاسن و محامد کی مجسم تصویر تھے۔ آپؓ کے آئینۂ اخلاق میں خلوص، حفظِ لسانی، حق پرستی،

راست گوئی، تواضع، سادگی اور لذائذِ دنیا سے اجتناب کا عکس انتہائی نمایاں نظر آتا ہے۔
آخرت کے مؤاخذہ سے بہت ڈرتے تھے۔ حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباعِ سنّت میں بہت آگے تھے۔ جمالِ نبوت کے سچے شیدائی تھے، اور سنّت نے محبت آپؓ کے دستورِ عمل کا خاص وصف تھا۔ خورد و نوش، نشست و برخاست، وضع قطع، غرض ہر معاملہ میں اسوۂ حسنہ کو پیشِ نظر رکھتے۔ زہد و قناعت کے میدان میں بہت آگے تھے۔ حضرت عمرؓ کی عظمتِ شان اور رعب داب کا یہ حال تھا کہ آپؓ کے نام سے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں زلزلہ آجاتا تھا ـــــ اس کے ساتھ ہی ساتھ تواضع وانکساری کا یہ عالم تھا کہ کاندھے پر مشک رکھ کر بیوہ عورتوں کے لیے پانی بھرتے تھے۔

(کنز العمال، ج ۶، ص ۳۵۲)

حضرت عمر فاروق رضؓ مزاج کے سخت بھی تھے اور نرم بھی ـــ جیسا کہ ایک مرتبہ خود فرمایا:

"واللہ، اللہ رب العزت کے بارے میرا دل نرم ہوتا ہے تو جھاگ سے بھی نرم ہو جاتا ہے۔ اور اگر سخت ہوتا ہے تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے۔"

آپؓ زیادہ دولت مند نہ تھے، تاہم فی سبیل اللہ آپؓ نے جو کچھ خرچ کیا، اپنی حیثیت سے بڑھ کر کیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے کارنامے:

حضرت عمر فاروق رضؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں روم و ایران کی عظیم الشان حکومتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا ـــــ کیا تاریخ ایسی کوئی مثال پیش کر سکتی ہے؟

آپؓ کے دورِ خلافت میں ہر شخص کو آزادی حاصل تھی۔ دوسری طرف آپؓ نے احتساب کا محکمہ قائم کیا، جس کے ذریعہ آپؓ گورنروں سے بھی باز پرس کرتے تھے۔ چنانچہ گورنرِ مصر حضرت عمروؓ بن العاص کا واقعہ تاریخ کے صفحات میں موجود ہے۔ سرکاری حساب و کتاب پر کڑی نگرانی رکھتے تھے۔ حضرت خالدؓ بن ولید کو، جو اپنی جانبازی اور شجاعت کے لحاظ سے تاریخِ اسلام کے گوہر تھے، محض اس لیے معزول کر دیا کہ انہوں نے ایک شخص کو انعام دیا تھا۔

حکام کے علاوہ عام مسلمانوں کی بھی اخلاقی اور دینی حالت کی نگرانی کا خاص اہتمام تھا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضؓ جس طرح خود اسلامی اخلاق کا مجسم نمونہ تھے، چاہتے تھے کہ اسی طرح سبھی مسلمان مکارمِ اخلاق سے وابستہ ہوجائیں۔ مساوات کی ایسی اعلیٰ مثالیں قائم کیں کہ آقا و نوکر کا امتیاز باقی نہ رہنے دیا۔

اشاعتِ دین سے حضرت عمر فاروق رضؓ کو خاص انہماک تھا، آپؓ نے اس سلسلہ میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپؓ نے تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اخلاق کی قوت سے اسلام کی نشر و اشاعت کی۔ دینی علوم کی ترویج میں بھی آپؓ کی خدمات بہت نمایاں ہیں۔

خدماتِ فاروقی کا ایک بہت ہی نمایاں وصف عدل و انصاف ہے۔ آپؓ کے عہد میں انصاف سے کبھی سرمو بھی تجاوز نہیں ہوا۔ امیر و غریب، اپنے پرائے، عزیز و بیگانہ، سب کے لیے ایک ہی قانون تھا۔ فاروقی عدل و انصاف کا دائرہ صرف مسلمانوں تک محدود نہ تھا، بلکہ آپؓ کا ایوانِ عدل مسلمانوں، یہودیوں، عیسائیوں سب کے لیے یکساں تھا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی حضرت عمر فاروق رضؓ کے کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اب دوسرے نمبر پر ضرورت تھی کہ دین تو محفوظ رہ گیا، حاملینِ دین بھی محفوظ رہیں ——— اور جو داعیانِ اوّل ہیں، اس کے نمونہ اکمل ہیں، اس کے عملی پیکر ہیں اور اس کا مظہرِ کامل ہیں ——— ان کا مزاج بدلنے نہ پائے۔"

(خلفائے اربعہؓ، ص ۲۲)

حضرت عمر فاروق رضؓ کے دور میں فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہوا، روم، شام، ایران اور مصر اسلامی قلمرو میں شامل ہوئے، دولت کی ریل پیل ہوگئی اور اہلِ عرب کے سامنے ایسی اشیاء آئیں، جو انھوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھیں۔ چنانچہ عرب، جن کی ساری زندگی خیموں میں گزری تھی، جو اونٹ کا گوشت کھاتے تھے اور اس کا دودھ پیتے تھے، اب ان کا سابقہ رومن امپائر سے تھا کہ جہاں تمدن و ارتقاء اپنے آخری درجہ تک پہنچ گیا تھا۔ اب ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو عربوں کو رومن امپائر کے تمدن سے دُور رکھے اور مسلمان اس سیلاب میں بہہ نہ جائیں۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسی نابغۂ روزگار ہستی کو منتخب فرمایا ——— مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

لکھتے ہیں :

"اس موقع پر اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہستی کو سامنے لایا جو اس وصف میں سب سے زیادہ ممتاز تھی۔ انھوں نے عربوں کو بڑی تاکید سے جفاکیشی، شہسواری، زہد و قناعت اور اپنی قدیم نسلی سپاہیانہ و مشقتانہ خصوصیات کو قائم رکھنے کی تلقین کی۔" (خلفائے اربعہؓ، ص ۲۲، ۲۳)

حضرت عمر فاروق رضؓ عدل و مساوات کے علمبردار تھے۔ آپؓ کی عدل گستری کا ایک واقعہ بہت مشہور و معروف ہے کہ گورنر مصر حضرت عمروؓ بن العاص کے صاحبزادہ نے گھوڑوں کی ریس میں ایک قبطی کو محض اس لیے کوڑا مارا کہ اس قبطی کا گھوڑا اس کے گھوڑے سے آگے نکل گیا تھا۔ قبطی نے اس واقعہ کی شکایت حضرت عمر فاروقؓ سے کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے گورنر مصر حضرت عمروؓ بن العاص اور ان کے صاحبزادہ کو مدینہ طلب کیا اور فرمایا :

"تم نے ان لوگوں کو کب سے غلام بنا رکھا ہے ؟ حالانکہ یہ اپنی ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے !"

پھر آپؓ نے قبطی کو حکم دیا کہ اس نے جس طرح تمہیں کوڑا مارا ہے، تم بھی کوڑا مارو —— حضرت عمروؓ بن العاص نے یہ منظر دیکھا اور خاموش کھڑے رہے۔

یہ تھی وہ چیز، جس کی وجہ سے اسلام میں نظامِ عدل، مساواتِ انسانی، انسانیت کا احترام، اس کا شرف اور اس کی عزت باقی رہی —— اور عمر فاروقؓ کے ہی وہ پاکیزہ اوصاف تھے کہ جن کی بناء پر غیر مسلموں نے بھی آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے —— رضی اللہ تعالیٰ عنہ !

● "حرمین" ایک علمی، دینی، تبلیغی، اصلاحی مجلہ ہے —— اس کی توسیعِ اشاعت میں حصہ لے کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ نیز

اس سلسلہ میں ہم آپ کے قیمتی، مفید مشوروں کے منتظر ہیں —— جزاکم اللہ !

(مینجر)